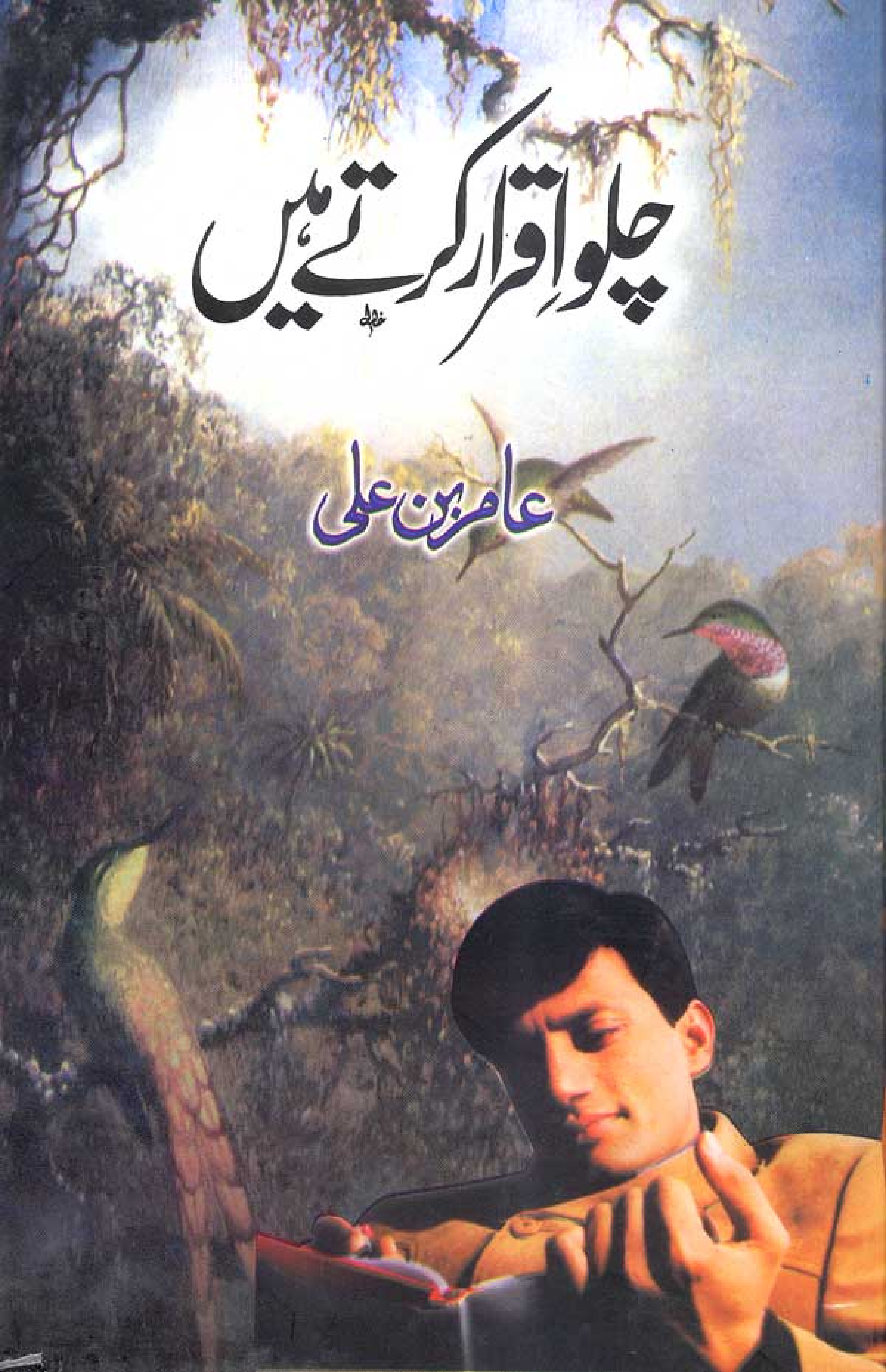
چلو اقرار کرتے ہیں
عامر بن علی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# چلو اقرار کرتے ہیں

# چلو اقرار کرتے ہیں

عامر بن علی

FAR EAST MARKETING CO.

Tokyo, Japan

خوبصورت، دلکش اور

دیدہ زیب کتابوں کا مرکز

تزئین واہتمام:

ابرار ندیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

| | | |
|---|---|---|
| اشاعت اول | : | مئی ۲۰۰۳ء |
| اشاعت دوم | | دسمبر ۲۰۰۴ء |
| تعداد | | ایک ہزار |
| ٹائٹل | | رابرٹ براؤن (بشکریہ امریکن آرٹ گیلری) |
| کمپوزنگ | | الاشراق کمپوزنگ سنٹر، لاہور |
| پرنٹرز | | المطبة العربيه پرنٹنگ پریس |
| | | لیک روڈ پرانی انارکلی، لاہور |
| قیمت | : | -/100 روپے |

منو بھائی

کے نام

حسن اور حکومت سے کون جیت سکتا ہے
یہ بتاؤ دونوں کی عمر کتنی ہوتی ہے

# فہرست


کومل جذبوں کا شاعر (اسلم کولسری) ۱۱

**غزلیں / نظمیں**

- ہزار اس دل کو سمجھایا اداسی کم نہیں ہوتی ۱۵
- دریا میں بھنور کس کو مٹانے کے لیے ہے ۱۶
- اسے بھی پیار تھا شاید (نظم) ۱۸
- ہوا کی دستک (نظم) ۲۰
- پرندے شام کو یوں سوگوار کرتے ہیں ۲۲
- پیار کا پہلا خط (نظم) ۲۴
- وہ میری روح میں کچھ اس طرح سمایا ہے ۲۶
- اتنے مظلوموں کا خوں روز یہاں ہوتا ہے ۲۷
- سویٹ ہارٹ (نظم) ۲۹
- ہمیشہ پیار کرنے کا چلو اقرار کرتے ہیں ۳۱
- تمہیں بھی یاد ہو شاید ۳۳
- بہت ہی یاد آتے ہو (نظم) ۳۵
- قطعہ ۳۶

- ذرا اک بار مسکا دو بڑی گہری اداسی ہے ۳۷
- کیا یہی پیار ہے (نظم) ۳۹
- ہجومِ شہر سے کٹ سا گیا ہوں ۴۰
- تم نے چاہا ہے فاصلہ رکھنا ۴۲
- ایک شعر ۴۴
- دھند (نظم) ۴۵
- حالِ دل (نظم) ۴۶
- ختم ہی نہیں ہوتا سلسلہ عذابوں کا ۴۸
- بے مثال (نظم) ۵۰
- دو شعر ۵۲
- ویلنٹائن ڈے (نظم) ۵۳
- تیری صورت سے جو ملتی کوئی صورت دیکھوں ۵۵
- مجھے جینے کے معنی دے گیا وہ ۵۶
- شاعری (نظم) ۵۸
- ماں (نظم) ۵۹
- چاندنی (نظم) ۶۰
- خوابوں کو میرے گھر کا پتا کون دے گیا ۶۱
- کون جانے (نظم) ۶۲
- گزارش (نظم) ۶۳
- سنو میں مسکرانا چاہتا ہوں ۶۴
- ہے مجھے عشق کون کہتا ہے ۶۶
- خوشیاں (نظم) ۶۷

■ دیوانہ (نظم) ۶۸
■ چراغ محفل جلائے رکھنا (نظم) ۷۰
■ ایک شعر ۷۲
■ یہ زندگی بھی عجب بلا ہے ۷۳
■ وہ کیا تھا اور کیسا ہو گیا ہے ۷۵
■ چاندنی رات کا آخری پہر (نظم) ۷۷
■ چلو ماضی میں چلتے ہیں (نظم) ۷۹
■ کوئی تو خوابوں میں آنا چاہیے ۸۰
■ مسافت (نظم) ۸۲
■ ایسی بھی کیا جلدی تھی (نظم) ۸۳
■ تین شعر ۸۴
■ بغاوت (نظم) ۸۵
■ آنکھوں کو پانیوں نے سمندر بنا لیا ۸۶
■ چشم آہو (نظم) ۸۸
■ روشنی کی سرحد پر (نظم) ۸۹
■ خوابوں کا شہر (نظم) ۹۱
■ تمہاری آنکھیں (نظم) ۹۲
■ تجھ سے بچھڑے اک زمانہ ہو گیا ۹۳
■ بساط (نظم) ۹۵
■ اک نظم بھیگی بھیگی سی (نظم) ۹۷
■ دل دیوانہ (نظم) ۹۹
■ سمے کی ریل (نظم) ۱۰۱

| | | |
|---|---|---|
| ■ شرارتی بوندیں | (نظم) | ۱۰۳ |
| ■ راکھشس | (نظم) | ۱۰۴ |
| ■ تم شاعر کا خواب ہو | (نظم) | ۱۰۵ |
| ■ غم نہ کر | (نظم) | ۱۰۶ |
| ■ پاندھیا | (نظم) | ۱۰۷ |
| ■ آبلہ پا | (نظم) | ۱۰۹ |
| ■ رنگین دنیا | (نظم) | ۱۱۰ |
| ■ ایک الجھن | (نظم) | ۱۱۲ |
| ■ یہ گھاؤ نیا ہے | (نظم) | ۱۱۳ |
| ■ اسے کیا کہو گے | (نظم) | ۱۱۴ |
| ■ یہ کرنا آخری احسان | (نظم) | ۱۱۶ |
| ■ ایک شعر | (نظم) | ۱۱۸ |
| ■ سراب | (نظم) | ۱۱۹ |
| ■ آج یوں لگا جیسے | (نظم) | ۱۲۰ |
| ■ چراغِ صحرا | (نظم) | ۱۲۱ |
| ■ مجھے کوئی دلاسہ دے | (نظم) | ۱۲۲ |
| ■ آج پھر | (نظم) | ۱۲۳ |
| ■ ہجرت | (نظم) | ۱۲۴ |
| ■ احساس | (نظم) | ۱۲۵ |
| ■ اڑن کھٹولا | (نظم) | ۱۲۶ |
| ■ شب ہجر | (نظم) | ۱۲۷ |
| ■ دو شعر | | ۱۲۸ |

## پیش نامہ

# کومل جذبوں کا شاعر

''چلو اقرار کرتے ہیں'' عامر بن علی کا تیسرا مجموعۂ کلام ہے۔ اس سے قبل ان کے دو شعری مجموعے ''یاد نہ آئے کوئی'' اور ''سرگوشیاں'' کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔

عہد حاضر میں شاعری کے کئی دھارے ایک دوسرے سے ہٹ کر اور ایک دوسرے کو چھوتے ہوئے اپنے آپ میں مگن اور اپنی اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہیں۔ کہیں جذبوں کی فراوانی ہے تو کہیں لفظوں کی شعبدہ بازی، کہیں فکری تلخیاں ہیں تو کہیں تمناؤں کی تمازت، کہیں شوریدہ خیالی ہے تو کہیں احتیاط کی نادیدہ باڑھیں، کہیں سیاست کی تپش ہے تو کہیں محبت کی کوملتا، کہیں شہرت کی تڑپ ہے تو کہیں گمنامی کا نشہ اور کہیں بہت کچھ تو کہیں کچھ بھی نہیں۔ ایسے میں عامر بن علی کومل، معصوم اور سچے جذبوں کو سادگی اور سلاست کے ساتھ شعری پیکر عطا کرنے کے خوابیدہ عمل میں سرشار ہیں۔ ان کی شاعری میں ایک خاص قسم کی لطافت اور نغمگی ہے جو قاری یا سامع کے دل و دماغ پر پھوار کی طرح برستی ہے اور پھر دھیمے دھیمے انداز میں سلگاتی چلی جاتی ہے۔ ایسی شاعری ہنگامہ برپا کرتی ہے نہ شور کی کیفیت

سے دوچار کرتی ہے بلکہ تنہائی کے عالم میں یا اداسی کی کیفیت میں ہر طرف ٹھنڈی روشنی پیدا کرنے والے جگنو سے بکھیرتی چلی جاتی ہے اور یہی وہ شاعری ہے جو دھیرے دھیرے احساس اور وجدان کو اپنی گرفت میں لیتی ہے اور پھر دیر تک مسحور کیے رکھتی ہے۔ ان کی غزل ہو یا نظم، اسی ترنم اور نازکی سے لبریز ہے۔ ان کی غزلوں کے کچھ اشعار دیکھیے:

تنہائی کی راتوں میں اک چاند پگھلتا ہے
اجڑے ہوئے صحرا میں خیمہ کوئی جلتا ہے

---

ہم اپنے صحن کے پھولوں کو مرجھانے نہیں دیں گے
خزاں کو قید کرنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

---

میرے دل کے ٹکڑوں پر تم اداس مت ہونا
کانچ کے کھلونوں کی عمر کتنی ہوتی ہے

---

کھو گئی آنکھوں سے وہ تصویر کیا
آنسوؤں کا آنا جانا ہو گیا

---

دُکھ بھی ہیں دنیا کا حصہ، مان لو
زندگی کو مسکرانا چاہیے

---

بہت مشکل سہی حالات لیکن
تمھیں اپنا بنانا چاہتا ہوں

---

ان کی ایک نظم ''مسافت'' ملاحظہ فرمائیے۔

یہ اس سے کہنا
کہ میرے حصے کا
کوئی جگنو، کوئی ستارہ
جو ہو سکے تو بچا کے رکھنا
اگرچہ راہیں بہت کٹھن ہیں
کہ چاند راتیں بھی جا چکی ہیں
مگر مجھے تو ہے چلتے رہنا
اگر ملے وہ تو اس سے کہنا
جو تیری چاہت کا دم بھرا ہے
اب آ ہی جائے گا درد سہنا

اور یہاں میں ایک دوسری نظم لکھے یا پڑھے بغیر بھی نہیں رہ سکتا جس کا عنوان ''سویٹ ہارٹ'' ہے۔

جب درد کی بارش تھم جائے
اور وقت کی دھڑکن جم جائے
پھر سوئے زخم جگا جانا
تم آ جانا
یا در پہ تمہارے بھی کوئی غم
کاندھوں پہ اٹھائے تنہائی
آواز لگائے، دستک دے
تم آ جانا

کوئی اپنے خوف گنوا جانا
کچھ میرے درد بڑھا جانا
تم آ جانا......!

جیسا کہ میں نے عرض کیا عامر بن علی کی شاعری کومل جذبوں کے سادہ اظہار سے عبارت ہے مگر ایسا نہیں ہے کہ انہوں نے باقی سب کھڑکیاں بند کر رکھی ہیں۔ وہ کبھی کبھی باہر بھی جھانکتے ہیں۔ کڑھتے ہیں اور کہیں کہیں ایسا شعر بھی ان کے قلم سے چھلک جاتا ہے جو دنیا اور اہل دنیا پر ایک دردمند تبصرے کی حیثیت رکھتا ہے۔ تاہم ایسی صورت میں بھی ایک دبی دبی سسکی کی سی کیفیت ہوتی ہے۔ دل خراش چیخ کی نہیں۔

عدل پرور بجا ہے عدل تیرا
کیوں یہ گلیوں میں خون بہتا ہے

---

حسن اور حکومت سے کون جیت سکتا ہے
یہ بتاؤ دونوں کی عمر کتنی ہوتی ہے

بہرحال ان کا مجموعی رنگ محبت، نرمی اور ترنم مگر شرمیلے پن سے اظہار ہی کا ہے جو قاری کو ایک خاص قسم کے لطف اور سرور سے آشنا کرتا ہے۔

میں عامر بن علی کے تیسرے مجموعۂ کلام کی اشاعت پر انہیں مبارکباد پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ شاعری کی یہ رم جھم جاری رہے گی۔

اسلم کولسری

ہزار اس دل کو سمجھایا اداسی کم نہیں ہوتی
غموں کا ساتھ ہے سایا اداسی کم نہیں ہوتی

کبھی صبحوں نے بھولے سے اگر کوئی خوشی دے دی
بہت شاموں نے تڑپایا اداسی کم نہیں ہوتی

شکستہ ہی سہی دامن میں ننھی سی خوشی تو ہو
جب آنسو ہی ہوں سرمایہ اداسی کم نہیں ہوتی

مرے پہلو میں لاکھوں غم بھی اکثر سوئے رہتے تھے
یہ کیسا سانحہ آیا اداسی کم نہیں ہوتی

دریا میں بھنور کس کو مٹانے کے لیے ہے
کیا دل یہ مرا غم ہی اٹھانے کے لیے ہے

تنہائی کا دن میرے لیے حشر کا دن ہے
اور شام تو وحشی کو رلانے کے لیے ہے

تم ہجر کے داغوں کو ہنسی میں نہ چھپاؤ
الفت کا تو ہر زخم سجانے کے لیے ہے

شہروں کی حقیقت تو بہت تلخ ہے جاناں
صحرا کا سفر خواب بچانے کے لیے ہے

خوشیوں کے مناظر تو کہیں کھو گئے عامرؔ
اب آنکھ ہے اور اشک بہانے کے لیے ہے

# اُسے بھی پیار تھا شاید

مجھے جب بھی تری
یادوں کی پیاری وادیوں میں
سیر کرتے
کچھ تری باتوں کو سن کر
یہ خیال آیا
کہ شاید بے وفا تھی تو......؟
تو میرے دل نے فوراً
تیرے حق میں ہی گواہی دی
کہ تو نے مجھ کو چاہا ہے

ہمیشہ سے
تو اب بھی پیار کرتی ہے
مگر گھر کی روایت تو
تجھے مجھ سے
اور اپنی ذات سے بھی
زیادہ پیاری تھی

# ہوا کی دستک

اندھیری شب ہے
اکیلا گھر ہے
بجھے ہوئے ہیں چراغ سارے
جو راہ چلتی ہوا سے گھر کے
کھلے کواڑوں کی سرسراہٹ سی
دستکیں دے رہی ہے اپنی سماعتوں پر
تو یوں لگے ہے

کہ جیسے میری اداس شب میں
اکیلے گھر کا خیال کر کے
تم آ گئے ہو
کھلے دروں پر ہوا کی دستک
مگر لگے ہے
کہ جیسے تم ہو

⊙

پرندے شام کو یوں سوگوار کرتے ہیں
خزاں کی قید میں ذکرِ بہار کرتے ہیں

وہ بے قصور ہیں فطرت میں بے وفائی ہے
وہ گرچہ عہدِ وفا بار بار کرتے ہیں

گلہ ہے جو بھی وہ اہلِ حکم کی ذات سے ہے
ہم اپنی دھرتی پہ تو جاں نثار کرتے ہیں

بھلا بھی سکتے ہیں یادوں پہ اختیار تو ہے
پہ کیا کریں کہ جو خوابوں میں وار کرتے ہیں

زمانے بھر کی دلیلوں کو جھوٹ کہتے ہیں
کہ ان کی باتوں پہ ہم اعتبار کرتے ہیں

بھٹک رہے ہیں اندھیروں میں ہم وطن کب سے
کسی سحر کا ابھی انتظار کرتے ہیں

# پیار کا پہلا خط

ڈر لگتا ہے
جانے کیوں ایسا ہوتا ہے
جیسے جسم کے ہر حصے میں
دل رکھا ہے
اور اس دل کی دھڑکن سے بھی
جی ڈرتا ہے
خط کا پہلا حرف لکھا ہے
اور اس حرف کو لکھنے میں بھی
کئی گھنٹوں کا وقت لگا ہے

پیار کا پہلا خط لکھنا ہے
جی ڈرتا ہے
خط کو پا کر
کیا جانے وہ کیا سوچے گا؟
کیا لکھے گا......؟
ڈر لگتا ہے
اس کو تو ہر حال میں شاید
ہاں کہنا ہے......؟
ڈر لگتا ہے

⦿

وہ میری روح میں کچھ اس طرح سمایا ہے
مرا وجود بھی لگتا ہے اس کا سایا ہے

یہ نیند آئی ہے یادیں ہیں یا ہے تنہائی
سنو یہ آخرِ شب کون در پہ آیا ہے

ہے اس کے پاؤں میں زنجیر میری آنکھ میں اشک
یہ وقت نے ہمیں کس موڑ پر ملایا ہے

وہ جس کی آہ نے صدیاں اداس کر ڈالیں
یہ کس دعا کا اثر ہے وہ مسکرایا ہے

اتنے مظلوموں کا خوں روز یہاں ہوتا ہے
اب تو شہروں پہ بھی مقتل کا گماں ہوتا ہے

ہر عدالت میں ہے بازار سا ماحول بپا
ایسے ماحول میں انصاف کہاں ہوتا ہے

کس اداسی کا سماں ہے مرے چاروں جانب
ٹیس اٹھتی ہے وہیں، زخم جہاں ہوتا ہے

ہر قدم ہجر کے آثار نظر آتے ہیں
ہر پڑاؤ پہ مرے گھر کا سماں ہوتا ہے

ہم نہیں چاہتے یہ پھر بھی بدل جاتی ہے
زندگی جیسے کرائے کا مکاں ہوتا ہے

## سویٹ ہارٹ

جب درد کی بارش تھم جائے
اور وقت کی دھڑکن جم جائے
پھر سوئے زخم جگا جانا
تم آ جانا
یا در پہ تمہارے بھی کوئی غم
کاندھوں پہ اٹھائے تنہائی
آواز لگائے' دستک دے

تم آ جانا

کوئی اپنے خوف گنوا جانا

کچھ میرے درد بڑھا جانا

تم آ جانا......!

⊙

ہمیشہ پیار کرنے کا چلو اقرار کرتے ہیں
اکٹھے جینے مرنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

سفر کیسا بھی ہو بانہوں میں بانہیں ڈال کر کاٹیں
ہمیشہ ساتھ چلنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

محبت میں ملے صدمے تو اپنے دل پہ جھیلیں گے
کسی سے کچھ نہ کہنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

زمانہ تو ہمیشہ سے ہی دشمن ہے محبت کا
زمانے کو بدلنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

تمہارا میرا رستہ روکنے پربت بھی آ جائیں
پہاڑوں سے الجھنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

نگر والے اگر ہم کو جگہ کوئی نہیں دیں گے
تو پھر جنگل میں بسنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

ہم اپنے صحن کے پھولوں کو مرجھانے نہیں دیں گے
خزاں کو قید کرنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

# تمہیں بھی یاد ہو شاید

تمہیں بھی یاد ہو شاید
وہ ساون کا کوئی دن تھا
بڑی ٹھنڈی ہوا میں
کانچ سی بوندیں
بڑی نرم و ملائم
پھول کی ست رنگ شاخوں سے
بڑے ہی پیار سے مل کر
کوئی مہر و وفا کا گیت بننے کی لگن میں تھیں
کہ جب تم سامنے میرے
بسنتی رنگ کی چنری لیے
سرسوں کے جوڑے میں

بدن اپنا سمیٹے
دہنی کونے میں صوفے کے
ذرا شرمائی سی
تم مسکرا کے کہہ رہی تھی
آپ کیسے ہیں......؟
بظاہر کتنی سادہ
عام سی باتیں ہیں پر دیکھو
مجھے تو یاد ہیں ساری
تمہیں بھی یاد ہو شاید......؟
یہ ممکن ہے کہ تم نے
وقت کی رفتار میں کھو کر
بھلا دی ہوں سبھی باتیں
تمہیں شاید نہ ہوں وہ یاد
مجھ کو یاد ہے اب تک
تمہیں بھی یاد ہو شاید......؟

# بہت ہی یاد آتے ہو

سنا ہے وقت مرہم ہے
زمانے بھر کے زخموں کا
سو اک دن بھر ہی جائیں گے
جو گھاؤ چھوڑے جاتے ہو
مگر جب بھی کوئی صدمہ
کہیں سے بھی ملے مجھ کو
غموں کی سب رتوں میں تم
بہت ہی یاد آتے ہو

(Cafe Givena-Tacna,Peru)

## قطعہ

بے مزہ سب کی بات لگتی ہے
دن میں بھی مجھ کو رات لگتی ہے

میری تکمیل تم سے تھی شاید
نامکمل سی ذات لگتی ہے

⦿

ذرا اک بار مسکا دو بڑی گہری اداسی ہے
ہمارے دل کو بہلا دو بڑی گہری اداسی ہے

پرانے گھاؤ سارے درد سے مانوس لگتے ہیں
نیا اک زخم گہرا دو بڑی گہری اداسی ہے

اکیلے پن نے اپنی ساری خوشیاں چھین رکھی ہیں
کبھی شانوں کو سہلا دو بڑی گہری اداسی ہے

تمہارا عکس یادوں میں کہیں دھندلا نہ ہو جائے
کسی دن خواب مہکا دو بڑی گہری اداسی ہے

خزاں چہرہ گھٹاؤں کو ترستا ہے کبھی اس پر
گھنی زلفوں کو بکھرا دو بڑی گہری اداسی ہے

جو پچھلے سال خط کے ساتھ بھیجا تھا اسی جیسا
کوئی تحفہ انوکھا دو بڑی گہری اداسی ہے

# کیا یہی پیار ہے

وقت کتنا گزر گیا جاناں
تیری زلفوں کی چھاؤں کو چھوٹے
ہاں مگر پھر بھی بے خیالی میں
جب کبھی تیرا نام لکھتا ہوں
انگلیاں کانپ جاتی ہیں

ہجومِ شہر سے کٹ سا گیا ہوں
میں دنیا سے بہت اکتا گیا ہوں

کئی ہمراہ تھے راہِ وفا میں
سرِ مقتل مگر تنہا گیا ہوں

کبھی دل کے سوا کوئی نہ مانی
سبھی سے مشورہ کرتا گیا ہوں

کٹھن راہوں سے تو ڈرتا نہیں تھا
اندھیری رات سے گھبرا گیا ہوں

قسم جو تو نے دی تھی توڑ ڈالی
انہی راہوں پہ واپس آ گیا ہوں

⊙

تم نے چاہا ہے فاصلہ رکھنا
مجھ سے یادوں میں رابطہ رکھنا

پیار کر لیں تو آ ہی جاتا ہے
درد سہنے کا حوصلہ رکھنا

شہر کی بھیڑ میں نہ کھو جانا
اپنے گاؤں سے رابطہ رکھنا

جانے والوں کی راہ مت روکو
پھر نہ دل میں کوئی گلہ رکھنا

کوئی تاریکیوں سے آتا ہے
تم بھی کوئی دیا جلا رکھنا

# ایک شعر

مجھے خوف ہے جو رہائی دے
کوئی ایسا چہرہ دکھائی دے

# دھند

بہت یاد آ رہے ہو
رات کے ان آخری لمحوں میں
جب اس دھند نے
یکسر اندھیری رات کے دامن میں
سارا شہر ہی دھندلا دیا ہے
اور نئے دن پر بھی اس کا خوف طاری ہے
مگر اس دھند منظر نے
مرے دل میں کئی برسوں سے اک ٹھہری ہوئی
دھندلی سی مورت کو
دوبارہ تازگی دی ہے

# حالِ دِل

تنہائی کا مجمع سینے میں
خاموشی در کھٹکاتی ہے
بے چینی بڑھتی جاتی ہے
اشکوں کا لشکر آنکھوں سے
اترا ہے بغاوت پر پھر سے
پلکوں کے بندھن ٹوٹ گئے
تو کون سنبھالے گا ان کو

ہے کون کہے جو صبر کرو
آواز لگائے خاموشی
کچھ لطف نہیں اب جینے میں
تنہائی کا مجمع سینے میں

(Iquique-Dec,2000)

ختم ہی نہیں ہوتا سلسلہ عذابوں کا
یہ ہی لطف ہے ہمدم پیار کے نصابوں کا

اس طرف سے آتی ہیں تیری یاد کی گونجیں
بے سبب نہیں جاناں مشغلہ کتابوں کا

جو خزاں نے ڈھائے تھے وہ ستم نہیں بھولے
ورنہ آج گلشن میں راج ہے گلابوں کا

زخمِ دل چھپا کر بھی کس طرح گنیں ہمدم
پیار میں نہیں ہوتا ضابطہ حسابوں کا

میرے دیس کی حالت کیوں نہیں بدل پاتی
روز خون ہوتا ہے بے حساب خوابوں کا

# بے مثال

بہت دنوں سے تلاش میں ہوں
کہ تیری آنکھوں سے ملتی جلتی
کچھ ایسی شے اپنی زندگی میں
کہیں کبھی کوئی میں نے دیکھی
یا پھر کسی سے سنی
پڑھی ہو
جو تیری آنکھوں سے میل کھاتی

مثال جس کو بنا سکوں میں
بہت دنوں سے میں سوچ میں ہوں
مگر یہ ہر بار سوچنے کا
یہی نتیجہ نکل رہا ہے
کہ اس پرانی غریب دنیا میں
تیری آنکھوں سے ملتی جلتی ہیں
صرف اور صرف تیری آنکھیں

## دو شعر

مجھے خوف ہے جو رہائی دے
کوئی ایسا چہرہ دکھائی دے

ہے تلاش ایسے وجود کی
مجھے روح تک جو رسائی دے

# ویلنٹائن ڈے

سبب ہو جو بھی
جدائیوں کا
مگر جو دنیا
محبتوں کے گلاب لے کر
وفا کی تجدید کر رہی ہے
میں سرد ہاتھوں میں پھول لے کر
اک اجنبی اور اداس رستے
پہ چپ کھڑا ہوں
کہ آج شاید

تو آ ہی جائے

یہ خوف بھی دل میں جل رہا ہے

کہ عین ممکن ہے

اب کے یہ دن

بہت سے برسوں سے مختلف ہو

یہ پھول اپنی تمام خوشبو

حسین صورت کا ناز لے کر

تمہارے ہاتھوں کی سوندھی خوشبو

نہ پا سکیں گے

(14Feb2001)

تیری صورت سے جو ملتی کوئی صورت دیکھوں
پھر پری خانۂ دل میں وہی مورت دیکھوں

وقت کے ساتھ تقاضے بھی بدل جاتے ہیں
ہاں مگر من کی وہی فرد ضرورت دیکھوں

بس اسی آس پہ رکھتا ہوں نظر دنیا پر
جی بہل جانے کی شاید کوئی صورت دیکھوں

(لندن، دسمبر ۲۰۰۰)

⊙

مجھے جینے کے معنی دے گیا وہ
عجب اپنی نشانی دے گیا وہ

مری سوچوں کے ٹھہرے پانیوں کو
نئے ڈھب کی روانی دے گیا وہ

جھڑے یادوں کے سوکھے جنگلوں کو
گھٹا بن کر جوانی دے گیا وہ

رہوں گا اب صدا حرفوں میں زندہ
کچھ ایسے جاودانی دے گیا وہ

بچھڑنا طے تھا لیکن یوں ہوا پھر
مری آنکھوں میں پانی دے گیا وہ

(۱۳ اگست U.A.E ۲۰۰۱ء)

# شاعری

کوئی ستارہ جو حرف بن کر
کچھ ایسے ترے دبیز کاغذ پہ
اور چمکے چراغ بن کر
تو پچھلی راتوں میں جگمگائے
جو بھولے بھٹکوں کو رہ دکھائے
نظر میں اترے تو روح میں بھی اتر ہی جائے
اداس لوگوں کے دل کو بھائے
تو پھر میں سمجھوں گا شاعری ہے

# ماں

چاند کا ٹکڑا
دھوپ میں بادل
جھیل کا پانی
جون کی بارش
صبح کا تڑکا شام کا کاجل
مہک زمیں کی
رات کی رانی
گاتی کوئل
نئی کہانی
پنچھی، جنگل، دولت، پیسہ
کوئی نہیں ہے ماں جیسا

(فروری 2001)

# چاندنی

جب چاند نکلتا ہے
اک درد سا اٹھتا ہے

بجھتی ہوئی آنکھوں میں
اک چہرہ ابھرتا ہے

بھولا ہوا ہر صدمہ
پھر تازہ لگتا ہے

⦿

خوابوں کو میرے گھر کا پتا کون دے گیا
ان آئنوں کو عکس مرا کون دے گیا

پھرتی ہے اس چمن میں ہوا شرمسار سی
دست صبا کو رنگ حنا کون دے گیا

ٹھہری تھی مشکلوں سے طبیعت ابھی ابھی
طوفان زندگی کو نیا کون دے گیا

دستک در شعور پہ پھر خواہشوں نے دی
بجھتی چتا کو تازہ ہوا کون دے گیا

# کون جانے......؟

عجیب الجھن ہے
کیا بتاؤں
کہ کیسی گزری تھی زندگی
میرے ہمسفر کی
جو ساری خوشیاں زمانے بھر کی
سمیٹ کر بھی نہ خوش بہت تھا

# گزارش

مرے اس شہر کے اے باسیو!

مجھ کو نہیں تم سے عداوت کوئی بھی لیکن

تمہاری اپنی مرضی ہے

بھلے جیسے بھی تم سوچو

مگر اتنی گزارش ہے

مرے سپنوں کو مت توڑو

مجھے خوابوں میں رہنے دو

سنو میں مسکرانا چاہتا ہوں
غموں کو بھول جانا چاہتا ہوں

یہ دنیا تلخیوں سے بھر چکی ہے
نئی دنیا بسانا چاہتا ہوں

مری معصوم سی خواہش تو دیکھو
ترے خوابوں میں آنا چاہتا ہوں

بہت مشکل سہی حالات لیکن
تمہیں اپنا بنانا چاہتا ہوں

اندھیرے کھائے جاتے ہیں نگر کو
دیا کوئی جلانا چاہتا ہوں

سنو کچھ دیر میرے پاس بیٹھو
غزل تم کو سنانا چاہتا ہوں

⊙

ہے مجھے عشق، کون کہتا ہے
ایک چہرا سا دل میں رہتا ہے

یاس تنہائی انتظار و فراق
ایک دل کتنے درد سہتا ہے

عدل پرور بجا ہے عدل تیرا
کیوں یہ گلیوں میں خون بہتا ہے

میری ہر بھولنے کی کوشش میں
کیوں ترا انتظار رہتا ہے

# خوشیاں

سمے کے زرد پتوں سے
جو پچھلی بار کی آندھی میں
جیون پیڑ سے ٹوٹے تھے
کچھ لمحے چرا لائیں
کہ ان سوکھے ہوئے
کچھ ادھ مڑے
پتوں میں ہی یادِ بہاراں ہے
چمن میں دور تک
حدِ گماں
پت جھڑ کا موسم ہے

(27 Dec 2002 Amsterdam-Holland)

# دیوانہ

ہر شام ڈھلے اس ساحل پر
کوئی اک پردیسی آتا ہے
جو گم سم بیٹھا رہتا ہے
یا لہریں گنتا جاتا ہے
اور ٹیس سی پا کر سینے میں
چند آنسو روز بہاتا ہے
ویرانے ساتھ وہ لاتا ہے
اور تنہائی لے جاتا ہے
کوئی پوچھے اس پردیسی سے

کچھ بارے دل کی حالت کے
کیوں پھول رتوں میں چھپ چھپ کے
یہ موتی ریت ملاتا ہے
کیوں دیر تلک یہ ساحل پر
یوں خالی ہاتھ ہلاتا ہے
ہر شام ڈھلے اس ساحل پر
جو اک پردیسی آتا ہے

(Gavancha beach-Chile)

# چراغِ محفل جلائے رکھنا

مرے رفیقو!

مرے عزیزو!

تمہاری محفل کو چھوڑ کر میں

نہ جانے کتنے سمندروں کو عبور کر کے

اک اجنبی سے کسی جزیرے پہ آ کھڑا ہوں

اگر یہاں سے کوئی پرندہ

تمہاری بستی کا رخ کرے تو

عجب نہیں ہے

اڑان میں ہی

جو اس کے پر تک بھی ٹوٹ جائیں

اگرچہ سچ ہیں یہ ساری باتیں

مگر یقیں ہے مرا ابھی پختہ

چراغِ محفل جلائے رکھنا

میں لوٹ آؤں گا ایک شب کو

(Feb2000, Tacna-Peru)

# ایک شعر

ہر ایک موڑ سے وابستہ تیری یادیں ہیں
یہ شہر تیرا سہی کچھ تو حق مرا بھی ہے

یہ زندگی بھی عجب بلا ہے
عجیب خوابوں کا سلسلہ ہے

کہاں سے آغاز و انتہا کیا
کوئی سرا کب ہمیں ملا ہے

طویل راتوں کا مشورہ سن
یقیں نہ کر اس پہ بے وفا ہے

کبھی کبھی تو لگے ہے ایسے
کہ زندگی کوئی اپسرا ہے

ہزار موسم لکھے ہیں اس کے
مگر یہ حرفوں سے ماورا ہے

⊙

وہ کیا تھا اور کیسا ہو گیا ہے
سنا ہے لوگوں جیسا ہو گیا ہے

سبھی گم ہو گئے ہیں اپنے اندر
زمانہ کب سے ایسا ہو گیا ہے

اسے مل کر نہ جانے کیوں لگا یوں
وہ شیشہ سنگ جیسا ہو گیا ہے

اندھیروں سے تو وحشت تھی سدا سے
اجالا کیوں یہ ویسا ہو گیا ہے

دوانے چھوڑ جائیں گے نگر کو
یہاں معیار پیسہ ہو گیا ہے

# چاندنی رات کا آخری پہر

تارے سب سو گئے
چاند بھی تھک گیا
سوچتا ہوں کھڑا
کیوں یہ تنہائیاں ہیں مقدر مرا
رات خاموش ہے
دل مگر دے صدا
کیوں ہے تنہا کھڑا

پھر سے ان کو بلا
جن سے دل کو تھی راہ
دل تو معصوم ہے
اس کو کب ہے پتا
کتنا مجبور ہے
آندھیوں میں دیا

# چلو ماضی میں چلتے ہیں

ہمارا آج کیسا ہے؟
کٹے گا کل کا دن کیسے؟
لگے انبار ہیں ایسے
زمانے بھر کی سوچوں کے
چلو ماضی کے صحرا سے
کچھ ایسے پل ہی چن لائیں
کہ جن سے دل بہل جائے

⊙

کوئی تو خوابوں میں آنا چاہیے
زندہ رہنے کا بہانہ چاہیے

چارہ گر کا مشورہ ہے پھر یہی
تیرا غم اب بھول جانا چاہیے

جس کے دروازوں سے غم داخل نہ ہوں
کوئی گھر ایسا بنانا چاہیے

نفرتوں کی کھیتیاں ہیں چار سو
پیار کا موسم بھی آنا چاہیے

دکھ بھی ہیں دنیا کا حصہ مان لو
زندگی کو مسکرانا چاہیے

اک محبت ہی تو اپنا جرم تھا
شہر والوں کو فسانہ چاہیے

# مسافت

یہ اس سے کہنا
کہ میرے حصے کا
کوئی جگنو، کوئی ستارہ
جو ہو سکے تو بچا کے رکھنا
اگرچہ راہیں بہت کٹھن ہیں
کہ چاندراتیں بھی جا چکی ہیں
مگر مجھے تو ہے چلتے رہنا
اگر ملے وہ تو اس سے کہنا
جو تیری چاہت کا دم بھرا ہے
اب آ ہی جائے گا درد سہنا

(Sao Pavlo-Brazil)

# ایسی بھی کیا جلدی تھی

ابھی تو سورج سر پہ کھڑا تھا
جیون کو دوپہر لگی تھی
شام تلک تو ساتھ نبھاتے
ایسی بھی تمہیں کیا جلدی تھی
بہت سی باتوں کا آغاز ابھی ہونا تھا
اور ادھوری تھیں باقی بھی
تشنہ رہ گئیں کتنی باتیں
اور قطار کھڑی لفظوں کی

(قریبی دوست فاروق قریشی کی اچانک وفات پر لکھی گئی)

# تین شعر

دن میں جو بنائے وہ شام تک نہ رہ پائے
ریت کے گھروندوں کی عمر کتنی ہوتی ہے

میرے دل کے ٹکڑوں پر تم اداس مت ہونا
کانچ کے کھلونوں کی عمر کتنی ہوتی ہے

حسن اور حکومت سے کون جیت سکتا ہے
یہ بتاؤ دونوں کی عمر کتنی ہوتی ہے

# بغاوت

ترا لطف و کرم اتنا ہوا ہے
کوئی شکوہ نہیں باقی رہا ہے

مگر میں سوچتا ہوں آخر شب
مرے محسن یہ کیسا سانحہ ہے

ترے احساں کی زنجیروں میں جکڑا
مرے اندر کا باغی مر رہا ہے

◉

آنکھوں کو پانیوں نے سمندر بنا لیا
جب چاہا آنسوؤں نے یہ طوفاں اٹھا لیا

آنے سے جس کے دل میں بہاروں کا در کھلا
جانے لگا وہ شخص تو جیون جلا لیا

ان کی جدائیوں میں بھی تنہا نہیں رہے
ہر دل جلے کو ہم نے بھی دل سے لگا لیا

یادوں سے ان کی اک نیا پیدا کیا جہاں
دنیا کی الجھنوں سے یوں پیچھا چھڑا لیا

عادت تھی شاید آپ کی ہر بات پر ہنسی
اور ہم نے اس ہنسی کا فسانہ بنا لیا

# چشمِ آہو

اپنے مٹنے کا غم نہیں مجھ کو
دکھ تو ہے ان حسین آنکھوں کا
جن میں فردا کے خواب روشن تھے
ایسے روشن کوئی دیا جیسے
چاندنی رات کے حسیں پل میں
جھیل کے پانیوں پہ لرزاں ہو
اب مگر دور تک ہے ویرانی
اپنے دیروز کی کہانی ہے

# روشنی کی سرحد پر......!

اک طرف اندھیرا ہے

اک طرف اجالا ہے

زرد زرد رنگوں کا

آسماں کے سینے پر

دونوں وقت ملنے سے

روشنی کی سرحد پر

یوں گمان ہوتا ہے

بعد ایک مدت کے
منتوں دعاؤں سے
وقت کے مقدر میں
اب یہ گھڑیاں آئی ہیں
روشنی کی سرحد پر
کیوں گمان ہوتا ہے
جیسے بعد مدت کے
مل رہی ہو تم مجھ سے

(10Jan, Bangkok-Tokyo)

# خوابوں کا شہر

خواب میں تھے
خواب سے جاگے ہیں جو
درحقیقت!
اب بھی ہیں وہ اک مسلسل خواب میں

# تمہاری آنکھیں

ہراک تصور
اصول سارے
بس ایک لمحہ
بدل ہی دے گا
جہاں کی آنکھوں میں دیکھ کر جو
جو تیری آنکھوں کو دیکھ لے گا

⦿

تجھ سے بچھڑے اک زمانہ ہو گیا
غم سے اپنا دوستانہ ہو گیا

کتنی صدیوں سے ہوں میں تنہا کھڑا
وصل کا قصہ پرانا ہو گیا

کھو گئی آنکھوں سے وہ تصویر کیا!
آنسوؤں کا آنا جانا ہو گیا

تیرا مڑ کر مسکرا کے دیکھنا
یہ ترا شاعر دوانہ ہو گیا

پیار کی باتیں کوئی سنتا نہیں
کس قدر ظالم زمانہ ہو گیا

## بساط

ہاں میں اتنا تو مان سکتا ہوں
تجھ سے میں رابطہ نہ رکھوں گا
تیری راہوں میں پھر نہ آؤں گا
گر اچانک تو مل بھی جائے کبھی
اپنا رستہ بدل ہی جاؤں گا
یا کسی اجنبی کی صورت میں
تجھ سے نظریں نہیں ملاؤں گا

بھول جانے کی کوئی بات نہ کر
بھول جانا تو میرے بس میں نہیں
تجھ پہ کوئی بھی حق نہیں میرا
تیری یادوں پہ حق تو رکھتا ہوں

# اک نظم بھیگی بھیگی سی

چھوڑ دو اس کو
سب کہتے تھے
مستقبل کی فکر کرو
تھوڑا سا ہی وقت لگے گا
آخر اسے بھلا دینے میں
کتنے ساون بیت گئے ہیں
ہم سے بچھڑے اس چنچل کو

لیکن ہر ساون میں من میں
اس دیوی کی چینچل مورت
اور نکھر کے آ جاتی ہے
کتنے ساون اور لگیں گے
اس چینچل کی پوجا کرتے
مجھ کو تو کچھ ہوش نہیں ہے
تم ہی کہو اے چارہ گرو!

## دِل دیوانہ

دل میرا دھڑکتا ہے
یا درد مچلتا ہے

تنہائی کی راتوں میں
اک چاند پگھلتا ہے

جب ہجر کا دن ہو تو
سورج بھی سلگتا ہے

اجڑے ہوئے صحرا میں
خیمہ کوئی جلتا ہے

دِل ایسے دھڑکتا ہے
کیوں ایسے دھڑکتا ہے

# سمے کی ریل

وقت کو روک لو

اے مرے دوستو!

اپنے ماضی سے ورنہ بچھڑ جاؤں گا

اس کی رفتار نے کتنے دھوکے دیے

تازہ پھولوں کے رنگین وعدے کیے

اور یادوں کے صفحات کتنے لیے

ان کے بدلے میں کانٹوں کے تحفے دیے

## کچھ تعاون کرو

اے میرے دوستو!

تھام لو وقت کو

روک لو، روک دو

ورنہ خود سے بھی اک دن بچھڑ جاؤں گا

# شرارتی بوندیں

ساون کے موسم میں اکثر
جب کمرے میں تنہا بیٹھا
کسی کتاب رسالے میں گم
سوچ رہا ہوتا ہوں یا پھر
کسی ضروری کام میں الجھا
موسم سے کٹ جاتا ہوں تو
بہت سی ننھی منی بوندیں
میرے گھر کی چھت سے مل کر
ایسی باتیں کرتی ہیں جو
مجھ کو چونکا دیتی ہیں

# راکھشس

یہ دنیا کتنی ظالم ہے
محبت کرنے والوں کو
بڑی نفرت سے تکتی ہے

# تم شاعر کا خواب ہو

یوں تو تم حقیقت ہو
کیا خبر یہ ہے تم کو
ایک شخص ایسا ہے
جس نے خواب دیکھے ہیں
صرف ایک چہرے کے
اور وہ چہرہ
بس تم ہو

# غم نہ کر

رات کٹ جائے گی

پھول کھل جائیں گے

جب بہار آئے گی

غم نہ کر......غم نہ کر

یار مل جائیں گے

جب گھٹا چھائے گی

دن بدل جائیں گے

# پاندھیا

کیسا موسم ہے یہ
میرے چاروں طرف
برف کے کھیت ہیں
جن پہ رقصاں ہیں پورب کی ٹھنڈی ہوائیں
جو آئی ہیں
سرسوں کے پھولوں کی خوشبو لیے
میرے گاؤں کے کھیتوں سے ہوتی ہوئیں
پانچ دریا، سمندر، کئی بام و در
ان کے رستے میں تھے

تازہ دم ہیں مگر
لائی ہیں یہ خبر میرے محبوب کی
ان سے کہہ دے کوئی
جائیں جب اس نگر
کہہ دیں محبوب سے
کیوں نہ پردیس سے دیس میں آ بسیں
کیوں نہ پھر آ ملیں
بھول کر پچھلے سارے ہی شکوے گلے
پھر سے سپنے بنیں
آؤ پھر آ ملیں

# آبلہ پا

یقیں نہیں ہے
کہ زندگی کی مسافتوں کو
میں منزلوں تک بھی طے کروں گا
مجھے سفر میں
نئی دلیلوں
نئے سوالوں کا سامنا ہے
جو راہ روکے ہوئے ہیں لیکن
جواب جن کا کہیں نہیں ہے

(اپریل ۹۹ء)

# رنگین دنیا

ہزاروں کچے رنگوں سے
بڑی رنگین ہے دنیا
مگر پختہ ہیں فطرت کے
ہمیشہ سے ہی سارے رنگ
چٹانیں ہیں کئی سرسبز
سیہ سینہ لیے کوئی
چھپائے اپنے دامن میں
کئی رنگین دنیائیں

نبرد آراء کئی صدیوں سے ہیں

چالاک لہروں سے

جو جب چنگھاڑ کر آئیں

تو پتھر تک بھی کھا جائیں

مگر کھیلیں پرندوں سے

انہیں خوراک پہنچائیں

ہر اک لمحے پہ ساحل کا

یہ نقشہ ہی بدل جائیں

پرانے رنگ میں آئیں

ہزاروں رنگ بکھرائیں

چھپائے اپنے دامن میں

کئی رنگین دنیائیں

(On Pacific beach 15Aug2002)

# ایک الجھن

یہ کہنا مشکل ہے
کیا بتاؤں
کہ کیسے گزری تھی
زندگی میری ہم سفر کی
کہ زندگی کی تمام خوشیاں
سمیٹ کر بھی جو خوش نہیں تھی

## یہ گھاؤ نیا ہے

اداسی راس ہے مجھ کو
اداسی راس ہے میری

اسی میں مطمئن ہوں اور
یہی تو آس ہے میری

مگر جواب کے طاری ہے
خموشی خاص ہے میری

## اسے کیا کہو گے......؟

مجھے تم سے محبت ہے
یہ دعویٰ تو نہیں میرا
مگر مدت ہوئی بچھڑے
تمہارا خواب سا چہرہ
بہت مدت ہوئی دیکھے
نجانے پھر بھی کیوں جاناں
تمہاری نقرئی آواز

مرے بے صدا کانوں میں گونجے ہے
تمہارا خواب سا چہرہ
مرے خوابوں میں آتا ہے

# یہ کرنا آخری احسان......!

اے میرے ہمدم
عجیب لگتا ہے مجھ کو یہ بھی
تمہاری باتیں تمہی سے کہنا
مگر کروں کیا
ترے سوا تو
کوئی نہیں ہے قریب اتنا
سو واقعہ اب ہے یوں مری جاں

لگے ہے ایسے مجھے یہ ہر دم
کہ اب کسی دن یونہی اچانک
ہے سانس کی ڈور ٹوٹ جانا
مگر پریشاں نہیں ہوں میں جاں
ہاں! ایک احساں ہے تم کو کرنا
جو چھوڑ جاؤں تمہاری دنیا
جو ہو سکے تو
یہ خواب میرے سنبھال رکھنا

یہی امید جینے کے لئے شاید سہارا ہے
جسے میں سوچتا ہوں وہ بھی مجھ کو سوچتا ہوگا

# سراب

رات آنکھوں میں گزاری
کہ سحر آئی ہے
وہی پاکیزہ اجالا
کہ صبا لائی ہے
جس کی سوندھی سی یہ خوشبو
کہ مٹاتی ہے تھکن
شب کی بے خواب نگاہوں کی، جنہیں
اس نئے دن میں بھی امید نظر آتی ہے

## آج یوں لگا جیسے......!

ایک مدت کے بعد آخرِ کار
مجھ کو اک ہم سفر ملا ایسا
میری آنکھیں کہ جھلملا اٹھیں
اور دل بیٹھتا گیا لیکن
زخم دل کے تمام کھل اٹھے
روح کا تار تار ہلنے لگا

# چراغِ صحرا

اداس صحرا میں
نیم شب کا
چراغ مدھم سی روشنی سے
گھنے اندھیروں کی ہیبتوں کو
شکست دے کر جو جل رہا ہے
کٹھن جدائی کے موسموں میں
کسی کی آمد کا منتظر سا
وہ میرا دل ہے

## مجھے کوئی دلاسہ دے

نگر سنسان لگتا ہے
لگے ہیں خوف کے پہرے
کوئی مجھ کو دلاسہ دے
کوئی مجھ کو سنبھالے
ورنہ یہ جو خوف تنہائی مری رگ رگ میں اترا ہے
نہ مجھ کو مار ڈالے

# آج پھر......

آج پھر رات کا ہے پہر
نیند آنکھوں سے پھر ہے کئی کوس دور
اور شب ہے کہ کٹتی چلی جائے ہے
پر نئے دن کی امید کوئی نہیں ہے
گرچہ دیکھا ہے برسوں سے کتنی ہی بار
رات آتی ہے اور پھر گزر جاتی ہے
کیوں مگر آج لگتا ہے پھر ایک بار
اس پہر میں کہیں
وقت تھم سا گیا ہے
اس پہر سے نہ آگے سحر ہو کوئی

# ہجرت

تجھ سے جو عہد تھا' ہو جائے گا وہ آج تمام
تیری راہوں سے گزرنا ہے مجھے
مجھے ہر صبح ہر اک شام
آج یاں ختم ہوا اپنا قیام
کل نہ ہوگا
تری بستی کے مکینوں میں مرا نام
تیرے کوچے میں کھڑا ہوں مری جاں!
آخری بار زیارت کے لیے
یہ جو ہیں تیرے در و بام
آنکھ میں اشک لیے
دل میں زخمی ارمان
تیرے کوچے کو دوام
تیری گلیوں کو سلام

# احساس

ترا عکس دل کے قریب تر
تری یاد جاں سے عزیز تر
ترا درد سب سے ہے معتبر
کبھی لوٹ آؤ جو ہو سکے
تیرے بعد سونا ہے یہ نگر

# اڑن کھٹولا

یہاں سے اک نظر دیکھو
تو یہ دنیا
اور اس کے سارے غم، خوشیاں
بہت چھوٹے
بڑے رنگیں
بہت دلکش سے لگتے ہیں
مگر دھوکا ہے نظروں کا
حقیقت تو نہیں ہے یہ
کسی کے اونچا اڑنے سے
کوئی چھوٹا نہیں ہوتا

# شبِ ہجر

تکیہ بھیگ گیا اشکوں سے
رات کی کالک ہار گئی
تو نہیں آیا
لیکن آنکھوں میں تیری تصویر رہی
پچھلی شب بھی ایسے گزری
تو نہیں آیا
نیند نہ آئی......!

⊙

اگرچہ ہمیشہ تمہاری کمی تھی
مگر آج شدت سے یاد آ رہی ہو

⊙

تم سفر میں رہا کرو جاناں
کچھ تو منزل کی آس رہتی ہے

ہمیشہ پیار کرنے کا چلو اقرار کرتے ہیں
اکٹھے جینے مرنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

سفر کیسا بھی ہو بانہوں میں بانہیں ڈال کر کاٹیں
ہمیشہ ساتھ چلنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

محبت میں ملے صدمے تو اپنے دل پہ جھیلیں گے
کسی سے کچھ نہ کہنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

زمانہ تو ہمیشہ سے ہی دشمن ہے محبت کا
زمانے کو بدلنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

تمہارا میرا رستہ روکنے پربت بھی آجائیں
پہاڑوں سے الجھنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

نگر والے اگر ہم کو جگہ کوئی نہیں دیں گے
تو پھر جنگل میں بسنے کا چلو اقرار کرتے ہیں

ہم اپنے صحن کے پھولوں کو مرجھانے نہیں دیں گے
خزاں کو قید کرنے کا چلو اقرار کرتے ہیں